

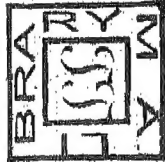


من انت مولاه فہذا ہے مولاه  
۲۰۵۲

نصیہ بے نظیر در تہنیت بعد غدیر و شہادت شاہ خیر گبر  
بتقابل محمد حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام

محشر  
۱۹۶۵ء

# حسن القصص



مصنف

صاحب مرزا کاظم حسین صاحب محشر شاگرد جناب علی محمد صاحب دارالعلوم  
فرمانش جناب خدایتاب حکیم فیض علی صاحب جناب حکیم میر نصیر الدین

بہ تمام حکیم سید علی حسن خان ڈیرہ گاہ



M.A. LIBRARY, A.M.U.



U25731

بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>نصیحت گرتجھے بجا داندازی کیا حاصل          کسی سبب شریب ناز چرب ہوگا تو مائل          گلے گاتیرے عمامہ کا سب پر عقدہ مشکل          عبا کیا شوہر پڑے ہوگا دامنِ اسبل          کہان تو اور کہان تدبیر حل عقدہ مشکل          کہ تو بران نقلی سے اوجس قبح کا قائل          رہیگا محدودں جل آخر تک اوغافل          امام عشق ہو یا بل دل کامرشد کمال</p>	<p>حریم کعبہ حسن بتان میں شکستِ دل          مزاج زخصلت پوچھ لینگے اکے ہم اُسدِ م          جزدان عشق سے قیمت کو برگشتہ تو ہوئے          تعلقاتِ نہبان کی کشش پیدا تو ہو جائے          تجھے کیا معرفت اسرارِ حسنِ عالم آرا کیا          ارادۂ عقل کے دشمن تجھے سمجھاؤ کیا کوئی          بحسن خیر ذکر اس کا کتاب اللہ میں آیا          خدای شوق اور پیہر نفس اسکے عارفین</p>
---	---

تجھ ایسے سیکڑوں نہ ضرور لیتا کیثت تک  
 ہزاروں مثل تیرے عیسیٰ و درنہ مانعین  
 بہت سے یوسف کے کاروان تھے تیری صورت کے  
 یہ وہ مخلوق ہو پیدا ہو جس سے قدرت خالق  
 کسی نے بھی نپاچا حسن کی کہ حقیقت کو  
 یہی سیل آدم بن تجلی بخش عالم تھا  
 اسی کا نام اک وہ بھی ہے جس کو نور کہتے ہیں  
 یہی ہو مفتی احکام شریعہ جذبہ الفت  
 کبھی عزت گزین ہو شرم سے چشم بزمین  
 کبھی اس کی ہوا دین تیغ تغافل سے  
 چراغ راہ جذبہ حق ہی کی جلوہ بازی ہو  
 یہی تو جب تہ تاثیر کلام لن ترانی تھا  
 دم گریہ ہی مضمر تھا چشم پر کنعان میں

ہے غرق محیط غم نہ پونچھے تاسر ساسل  
 فنا ہی ہو گئے لیکن نہ پایا جادہ منزل  
 عدم کے قافلے سے جا کے آخر ہو گئے شامل  
 یہ وہ مصنوع ہی عرفان صانع جس سے حاصل  
 ہر اک کی قدرت ادراک ٹھیری سعی حاصل  
 پئے سجدہ ملائک کو اسی نے کر دیا مائل  
 یہی تھا محفل سج ازل میں شامل و داخل  
 یہی دار القضا و عاشقی کا قاضی عادل  
 کبھی یہ نظر بند نہ نکلتا ہے سر محفل  
 کسی کا خون ناحق ہو بہار کو چست اہل  
 یہی تھا لیلۃ المعراج میں مکمل مہ کامل  
 کلام شوق اسی در کا اک اداسا تھا سائل  
 اسی کے رب نے یوسف کو شاہی کیا قابل

یہ وہ ظالم ہو مارا جسکا پانی مانگو کیا ممکن  
 ہو کھائے یہ جو اپنا معجزہ ٹٹو جوانی کا  
 ہوتا تابان اسی سے نجم اقبال یہ بیضا  
 اسکے ہاتھ میں داروی بیمار محبت ہو  
 اسکے دم سے ہو چرچا و فاد و بیوفائی کا  
 ابھی غربت میں مجبور کا معین شوقِ نفاہ  
 ابھی ہو حلقہ ہاکی کا کل سچاں میں شہید  
 لسی جا پر کبھی مینہ رنگ بہاری ہو  
 جہاں عشق کی فرمانروائی ہاتھ ہو اسکے  
 یہ ہو بے طریقت اور وجدان حقیقت کا  
 کسی صدقے سے بے گد کو دعویٰ انالہی  
 فریب تناہکار و تورگ جان سے صد آئے  
 سکی روشنی پھیلی ہو سیار و ثوابت میں

اسی کا بھڑے ہیں دم سیران چہ بابل  
 زلیخا کی اداؤں سے زنان مصر میں گھائل  
 یہ ہو تسخیر نادر دشمنی کا عامل کامل  
 یہی ہو چارہ ساز شدتِ مبتیابی بسمل  
 یہی تقریر لکوشس ہو پئے رنگینی محفل  
 اٹھا دیتا ہو سیلی کا کبھی خود پرہ محفل  
 ابھی ہو طول ہو گر گیسو دلدار میں شامل  
 ابھی گمانی گل میں ہو نغمہ داخل  
 یہی ہو ہفت قلیم وفا کا خسرو غافل  
 اسی سے ہو دل صوفی کو چشمِ سرمہ حاصل  
 فنا فی اللہوں کا بھی یہی ہو مرشد کامل  
 بعد اتنا نہ ہو بچے عمر بھر کوئی سہر نہ دل  
 اسی کا نور ہو افلا کیوں میں روزِ محفل

اسی کا جلوہ سیما ب فطرتِ قصہ بہرین  
 کہیں رخسارِ جانان اُسکے ہاتھوں میں نظر  
 جوابِ عارضِ لبر ہی سے ہوتا بان ہے  
 اسی کے دم سے زندہ مذکرہ لیلیٰ شیریں کا  
 کیا رائج اسی نے مذہبِ یف فروغی  
 اسی کے جذبِ شوق دیدنے وہ دور کھلایا  
 سمانے مسخِ ڈورے بنکے چشمِ سیاتین  
 یہی سیاتی ہی بنتِ لعنہ ہو اور یہی ساغر  
 جہانِ شوق بجائے جوابِ خانہ مجنون  
 غمِ فرقت کا جتنا مظلم ہے عشق کے سر  
 مرقعِ وصل اور فرقت کا تصویر خیالی تھا  
 گرفتارِ عذاب و جہان ہی مبتلا اسکا  
 بیان اسکا غزل گوئی میں دانگیر و کشش

دل زبا جس سے صورت قبلہ ناموس  
 کہیں پُر اسکے باعث سے ہوئی تابِ نظر کل  
 یہی نامِ خدا ہے چہرہ پر دازِ مکمل  
 دل فرما دو مجنون کا کبھی دشمنِ قابل  
 اسی کا بندہ بے دام ہو ہر عاشقِ سبل  
 سرِ عشاق ہو اور پائے دربانِ محفل  
 اگر اظہارِ رنگینی پر اسکی طبع ہو مائل  
 اسی کے ہاتھ سے مذوقِ کو لطفِ دور کا مل  
 خدا نا کردہ ظالم جو برابر باو می ہو مائل  
 بناتا ہو ہی دریا خونِ نابِ دلِ سبل  
 ہیولاے محبت میں جو زنگِ اسکا انمول  
 سزاوارِ اجل ہو اور نہ ہی جینے ہی قابل  
 قصیدہ گو کی خاطر باعثِ رنگینی محفل

کبھی یہ ادبے چہرہ معشوق میں ظاہر  
 اسی کے اظہار و مریض درد و ہجران ہے  
 کبھی تینا ہو چشم شوق کو فرصت نظر کی  
 اس کی ذات سے دنیا میں بنیاد رقابت ہے  
 سکندر کو سکھائی تھی اسی آئینہ سازی  
 یہی تو وجہ نیزنگ طلسم وضع فطری ہے  
 بقول اس سے دعا عاشقانِ طالبِ لب سے  
 اگر یہ طول نے حالت کو اپنی زلف بچاؤ  
 نشانِ سجدہ بنتا ہو کبھی سیانے نے ادھر  
 بشر پر ہو فرشتہ کا گمان ابکی کر اس کے  
 یہ ہے چاک پیرا ہن زلیخاے ہوس بنکر  
 یہی ہو وضعِ قانونِ بتیابیِ محبت میں  
 اسی سے جمعیت ہو ہلالِ عیدِ قربان میں

تبسم ہے پنہانِ ہنرِ نک بنکر کبھی شامل  
 یہی بیمارِ فرقت کا طلیبِ حاذقِ کامل  
 کبھی بنتا ہو غمازِ نگاہِ عاشقِ سبیل  
 کہ اہلِ عشق ہیں اک دوسرے کی جان کے قاتل  
 یہی تھا خوب رویاں جہان میں جو ہر قابل  
 شباب و کمرِ کسکی درمیان اک حدِ فاصل  
 یہی شناساں یارِ تنہا جو میں بھی ہا شامل  
 یزنگِ خالِ دلبر ہو جو ہو ایجا ز پر مائل  
 کبھی یہ سوادِ دیدہ ہا عی زلفِ کامل  
 زنانِ مصر کیا کرے یہ فلاطون کو لایقل  
 کہیں ہو باعثِ افتاء و رازِ عشقِ بیدل  
 یہی ہو ناخِ آئینِ صبرِ عاشقِ سبیل  
 اسکی جلولہ دانی ہے میانِ خنجرِ قاتل



امامت میں شریک ہو گیا یوں کلاکت رشتے  
 سفید عجبیل بنکر غدیر خم میں چمکا تھا  
 یہی تھا منظر معنی ذوالنورین صحرائیں  
 یہی تھا مبع طوفان خیز دریا جھٹکا  
 عباسیوں پاؤں کیے نیچے روئے بیٹھے مومن  
 میں ہوں جب کا کہ مولای علی بھی اس کا مولا  
 پر روح الامین کا چتر تھا فرق مبارک  
 مبارک عاجیوں کو حج اکبر اسکو کہتے ہیں  
 علی ہی باعث حسن نزول آیہ بلغ  
 دم نصف النهار آئیں شعائیں مہر کی شکر  
 ستاروں کی طرح روشن ہوئے عارض غلاموں کے  
 ہوا ساقی کو تر جب غدیر خم میں بھی ساقی  
 ذرا ہیشیاں محشر واعظ شوق اترامبر سے

حسن کے نام سے تجنیس خطی ہو گئی حاصل  
 سر ممبر تھے ہمراہ علی جب خسر باذل  
 کہ کوئی نیز غلط سم تھا اور کوئی مکمل  
 و فور جوش میں خطبہ خوان تھے سر عادل  
 وہ جلتی دوپہر کی دوپہر وہ نور کی محفل  
 محمد کا یہ فرمان سن رہے تھے بگوش دل  
 مثال حکم بلغ ہو رہی تھیں جمتین ازل  
 کہ مولا بھی ملا اور ہو گیا ایمان بھی کامل  
 علی ہی جانشین مسند پیغمبر عادل  
 دلوین سوز شوق حسن بیت یوں داخل  
 بنی ہو مکیشان راہ غدیر خم کی ہر منزل  
 تو میکش جوش میں انگڑائی لیکر ہو گئے سہل  
 جواز بادہ نوشی میں ہی اب کو نشی شکل

چلے آتے ہیں یکیش خدیجہ طاعت میں  
 ہجوم آرزو تمسے اگر طے ہو نہ سکتا ہو  
 بہادری آج مجھ پر بادہ سر جو شان باقی  
 جدا کر کعبہ سے مکر این موحین قلوب موی  
 وہاں جام سے آوازہ ہل من مزید آئے  
 نظر رکھنا ذرا اس وہر کے میرے آئے  
 ابھی جانا بھی ہی بہر طواف کعبہ الفت  
 نراسی پی کے نمود یا بہادریں مرح مولا کے  
 رسول طبع پر یونہی مضمون متصل آئے

بڑھے وہ ہاتھ بہریت باقی دریا دل  
 پکارو دور سے باقی کو بیچ ہو عبت غافل  
 دل کو دور ہو جائے غبار دوری منزل  
 تو زجام سے ایسا اٹھو طوفان کے ساحل  
 لب مینا ہو یون گویا ہنٹیا ایسا استائل  
 کہ گرمی خار شوق سے سجد ہون لعل  
 بغیر نشہ راہ شوق میں ہوگی بڑی مشکل  
 پڑھوں وہ مطلع رنگین کہ ہو بیڑیوں محفل  
 کہ جیسے حکم بلغ جانب پیغمبر عادل

علی اجزائے نور حسن کا وہ جوہر قابل

مہ سپرخ نبوت جس سے مل کر ہو گیا کامل

وہ در پردہ جمال مرضی کی ایک جھلکی تھی  
 کیا تھا طور پر جس نے کلیم اللہ کو عتافل  
 غدیہ خیم میں ہمراہ نبی یون آئے ممبر پر  
 نزول وحی میں جسطح اسرار خدا شامل

سراپا حسن جسکو کہتے ہیں وہ یا علی تو ہے  
 بیان کر دے اگر کا فر بھی حسن کو کہ حید کو  
 مبارک یا علی تجکو دو عالم کی شہنشاہ  
 وصی مصطفیٰ بجانب اللہ تو ہوں مولا  
 مبارک تکو اور روح الامیں لوحِ خلقت  
 زبانِ موج کوثر پہ یہ غمہ ہوشادی میں  
 تعجب کیا جدا کہ اس شادی میں پھر تیرے  
 پھر کٹ ٹھا خوشی میں راہ بیت کا جا  
 سراپا چشم ہر اس شوق میں شمس و قمر  
 جنان سے انبیا کی روحیں کہتی ہیں  
 فرشتے یوں کھڑے ہیں تنہا کی گنگی حیر  
 قصیدہ پڑھنے آؤ اس مومن شاعر بھی  
 مخاطب معین اور حضرت حجت کا نائب ہے

ترے جلوہ کا ماخذ ہوا خالق عادل  
 یہ ممکن ہی نہیں دہنی نور نگینی محفل  
 مبارک ہو بہن تکمیل دین اور خضر باذل  
 کیسکے اور دنیا بھر میں ہم ہرگز نہیں قائل  
 علی کے فیض سے جو آج مانگو تم کو ہو حاصل  
 غدیر خم کی مٹی بھی آج مجھ میں ہو گئی شامل  
 ہوئے شیر الہی نائب پیغمبر عادل  
 کہ آتا ہوا شہنشاہ بنکے میرا سا لاکھ  
 کہ دیکھیں آج حسن شان شاہ آسمان منزل  
 ہماری ترک اولیٰ کی بھی حل ہو چکی مکمل  
 جابِ بحر حبیب کے صف بانہیں ساحل  
 کہ قصرِ خلد پائیں اور ہو قربِ خدا حاصل  
 وہ نائب مولیٰ حاضر ہیں عالم عادل

وہ عالم جسکے چہرے کی نظاریسے یہ روشن ہو	کہ اُسکے جد کا اک ادنا سا پرتو ہر مکمل
شکافِ خام جسکے چہرے کی نصرت میں	بنا ہو درمیان میں جن دہل کے حدِ حاصل
محقق وہ کہ جسکا ہندسہ ہر طوس تک شہرا	ہمیشہ فیض جسکو بابِ شہر علم سے حاصل
سوا و آقا دشمن دین جسکے نکتہ سے	بزرگ تیرگی شامِ فرقتِ طولِ لاطائل
کرے ظاہر جو خاموشی میں یہ اقرار کتنی	مخالفت کو ہو اسکے سامنے نہ کھوٹا شکل
بجوشِ منقبت اس عالمِ اعلم کی خدمت میں	پڑھوں وہ مطلع تازہ کہ اُنی ہوش میں محفل

غیرِ ہستم تیرے ہاتھ میں باقی دریا دل	
لگا دے کج بیڑا بادہ نوشو نکاسرِ حاصل	
الایا ایہا المخر ذرا پھر مطلعِ رنگین	لبوں سے آکے مجھے مگر جامِ مہِ کامل
جو ہو نظارہِ حُسنِ علی بے پردہ و حائل	
بزرگِ برقِ کوہِ طور دل سینو نہیں تہِ لعل	
علی وہ جو ہر تابان ہر شمشیر شجاعت کا	جسے اپنی مدد کو تیغِ بھیجے خالقِ عادل
کہاں ہیں حضرتِ یوسفؑ ایسا نہ تو ہیں	جمالِ مرتضیٰ نے سارے کھو کر دیے ہل

خطابا کہ کنعان پر سزاوارا بنیں نازش  
 خیال و خواہ تھائیں و قہر نہ کر کیا بجد  
 اگر او رنگ شاہی پر اُنھوں نے کی سلیمانی  
 نہ تھا بجا اگر بل اُنکو تھا زور جوانی کا  
 زلیخا کش اگر تیغ نگہ پر اُنکو نازش ہو  
 ذرا سی بات پر وہاں سلب ہو تا نور احمد کا  
 جہا نفس اگر اُن سے ہوا بزم زلیخا میں  
 شیم عطر پڑا میں میں اُنکے تھی تو حیرت کیا  
 اگر اُنکی فدائی پیر کنعان اور زلیخا تھیں  
 وہاں عہد ہنستا ہی میں آفت تھی گزنی کی  
 نہ پوچھیں بھائیوں کی بات تک وہ بادشاہ ہو کر  
 وہاں نور صباحت سرمہ چشم زلیخا تھا  
 امین اپنا عزیز مصر اُنکو کیا تو کیا

علی کا نور ہے وجہ تجلے مہ کامل  
 یہاں تو سیکڑوں شاخ الی کے ہونے قابل  
 مرے مولائے پائی مستند پیغمبر عادل  
 یہاں بچپن کی توت کیسا ثبات کو گھائل  
 یہ تھے اللہ کی بھیجی ہوئی شمشیر کے حامل  
 یہ سر سے پائون تک حبیب خان عادل  
 وصال زوال دنیا پر نہ حضرت بھی ہو قابل  
 پسینہ میں یہاں جو گل شاو اب تھی شامل  
 یہاں شیدا رسول اللہ تھے و خالق عالم  
 یہاں در سخاوت میں تھا قحط حاسا سائل  
 یہاں جو دشمن جانی ہو اسکی حل کر میں مشکل  
 یہاں حسن ملاحت پر زمانہ عاشق و بسمل  
 بنے یہ حسن طاعت میں امین خالق عادل

فریب حسن اگر دان تہِ سخن کو اک تھا  
 خیمہ برد اگر دان روشِ محراب مسجد تھا  
 اگر مہتاب کیسے انکی پیشانی کو زیبا ہو  
 جوابِ اہلِ فقر ابرو بنانکے خالق نے  
 اگر دان آنکھ کی گردش میں تھا شبِ نشاہی  
 نگاہِ شوخ انکی برقِ طور ز جوانی تھی  
 اگر انکا دہن بابِ مراد پیر کنعان تھا  
 اگر رخسار انکے تھے چراغِ خانہٗ زندان  
 سنون کبجہٗ پیمبری تھے ہاتھ اگر انکے  
 برے نام اونکے قلب میں الفتِ یلغاک  
 اگر دان نقشِ پا چشمِ چراغِ پیر کنعان تھے  
 قدم انکے ہوئے سلطنت میں مصرک لائے  
 خارِ بادِ حُسنِ عاہو بانِ مرے ساقی

ستارہ یان بھی آیا گھر میں بنکر عاشق بید  
 یہاں کامل کا حلقہ کعبہٗ سلام کی منزل  
 یہاں تھا خیمِ قیمتِ مثنوی بخشِ کامل  
 اگر دونوں ہو میں تھیں انکی خاکِ خجرت  
 یہاں تھا دوزخِ چشم میں خوفِ جہنمِ شامل  
 یہاں نظر میں وہ جہنمِ خود بنا جسٹھ اصل  
 لب انکے تھے زیارت گاہِ چشمِ حسرتِ اصل  
 منور انکے عارض سے شبِ معراج کی محفل  
 یادِ شوقِ ایدہم کا انکو مرتبہٗ حاصل  
 یہاں وہ دل جسے کیسے کلامِ اللہ کی منزل  
 یہاں نقشِ قدمِ مہرِ نبوت سے جوئے وصل  
 غدیرِ خیمِ تکائے یہ تھے ایسے روہِ راحل  
 جمالِ شاہِ ساغر دکھا دے پھر سرِ محفل

اگر مدہوش وہ ہیں مین بھی مستی لایا	کلے ملنا ہے باہم کو نثر آشاموں دم تین
غم دنیا کیا عید غدیر خم نے سب باطل	خدا رکھے مرا پیر مغان بھی کشف غش ہے
کہ ایک حمت حق ہو رہی شام نازل	فروغ میکدہ پر صبح جنت بھی تصدیق
دکھائے جلوہ ہائے شاد بقصود حاصل	خدا بہت جلد انکی خواب آلود نگاہ کو

شراب مدعا اس بزم جو چیکے اٹھے ہیں  
 کبھی کچھ ہوشیار کی بھی تھوڑی سی غافل

20-10-83





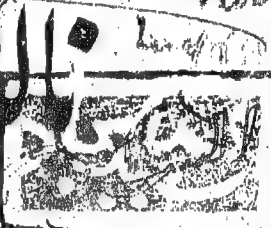
کتاب

۲۵/۳۲

تَبَعَةُ شَيْخَانِ قَبَا



تَبَعَةُ شَيْخَانِ قَبَا



جس

ادیب کامل منشوی فاضل جناب لوی مرزا انتظار ہمدی ضنا  
مشتاق دم مجدہ العالی خلعت لاج جناب لوی حسن عسکری ضنا  
مردم نے قومی تحریک اور ہندوئی فرقہ حقہ شیعہ کے لیے نظم کیا  
بہتہام احقر الزمن سید حسن مالک مطبع

مطبع نور المطابع واقع لکھنؤ میں چھپا

حصہ



تبعہ اشکات

.LIBRARY, A.M.U.



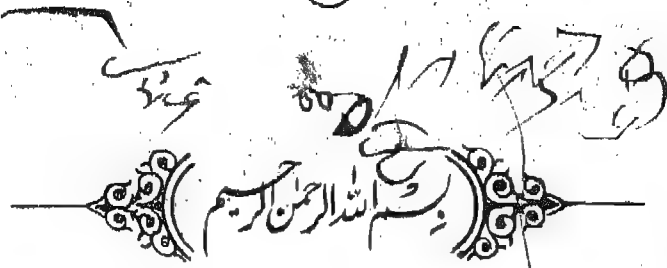
U25732

نادر

جسکو

ادریک مل منشی فاضل جناب لوی مرزا انتظار مہدی حسنا  
مشتاق امجدہ العالی خلیفہ صاحب جناب لوی حسن عسکر حسنا  
مرحوم نے قومی تحریک اور بہنوی فرقہ حقہ شیعہ کے لیے نظم کیا  
باتمام احقر الزمن نیر حسن مالک مطبع

مطبع نور المطبعان واقع لکھنؤ میں چھپا



شیمیان اہلبیہ مصطفیٰ کبتک خواب  
جرعہ نشان لائے قرضی کبتک خواب  
رہروان جادہ جبرضا کبتک خواب  
نو گرفتاران زندان بلا کبتک خواب  
صبح ہوا طائر اٹے ہیں آشیانے چھوڑ کر

تم بھی م بھر سیر دیکھو قید خانے چھوڑ کر  
راتیں گزریں پیاسے جاتی ہیں تھیں  
جاچکے گھڑیاں جو کٹنے پڑتی ہیں تھیں  
وہ گھٹائیں گل گین گل کھلاتی ہیں تھیں  
اب جانیں خوش ہیں آرام پاتی ہیں تھیں

ہی علیحہ درد دل وقت طرہا فروزین  
صبح کا فوری نے ٹھنڈا لہجے سنوین

تاسکے یثرب اب ہو خوف سوائی ٹھو  
ان را دیکھو کہانتک ہو چٹھائی ٹھو  
مردہ دل کیوں ہو یا انداز مسیحائی ٹھو  
ملک کان کے جوانوں کیے انگڑائی ٹھو

لوگ کہتے ہیں کہ تم کو حسن نہیں پرواہیں  
اٹھ کھڑے ہو دیکھ لیں یہ بھی کہ تم میں کیا ہیں

خوب گری نیند سولے داو غفلت ہی بہت دشمنوں کی بھی اسی پردے میں نصرت کی بہت  
بند کھین کر کے حالت ہر کی دیکھی بہت • اسباب سے خبر اپنی بھی لو تھوڑی بہت

جھکو دیہے کہ پھٹا م صید تانہ جالے

سوئے ہی سوئے کہیں سچ قیامت آنے جالے

قافلے کب کے سوتے منزل روانہ ہو گئے طیر تک مشغول منکر آب دانہ ہو گئے

اک تھیں تیر ملائیکے نشانہ ہو گئے کیا غضب زندگی ہی میں نہ ہو گئے

ذکر اس طول تغافل کا ہر اک مغل میں ہے

کچھ بتاؤ تو کہ آخر کیا تمہارے دل میں ہے

مذہب گذرین زمانے کے ستم بہت ہوئے سال گزیرے شک غم کو زوڑ بہت ہوئے

ہو گیا صید یا نہ بانو نکو بھی چیتے ہوئے یوں چھٹی عادت کہ شرم آتی ہو کچھ کہتے ہوئے

مڑی ہے کنج غم میں نیجان کا ہیکو ہے

یوسف ندان حسرت ہے زبان کا ہیکو ہے

داغ پہلوں کے بھی ہیں اپنی عزاداری بھی عسکریاں بھی ہیں گناہوں کی گرا بناری بھی

دشمنوں کے سامنے ذلت بھی ہو خواری بھی ہے ہلکو کیا معلوم کوئی چیز ہشیاری بھی

قوم غفلت کیشس یہ انداز مستی تائبے

غم پہ غم ہیں پھر تری راحت پرستی تائبے

دل پر کھرا تھ اپنی خواری دولت تو دیکھ      نکلے نکھین غیر کا ستر یہ عزت تو دیکھ  
 تنگناے دہرین اقوام کی وسعت تو دیکھ      اب تو بچانی نہیں جاتی زرا صوٹ تو دیکھ  
 زردی رخ کے سوار تک اور پیدا ہی نہیں  
 نقشن مٹھا ہے تغیر کا تو مٹتا ہی نہیں  
 لی ہزاروں کروٹیں دینا نے بدلی سم و راہ      ہو گئے ناکھون گدا دور فلک سے بادشاہ  
 کوششوں نے دھوکے اُجھل کر دیے بخت سیاہ      کیلئے اے قوم ہے اب تک تری کشتی زہر  
 بحرِ عجم میں آشنا نا آشنا کوئی نہیں  
 اس سفینے کا آئیں نا حُسن کوئی نہیں  
 مین نہ مانو نگا کہ اب بھی خود کا ہنگام ہے      فضلِ خاق سے موافق گردشِ ایم ہے  
 سلطنت کا فیض بہر اہل ہستی عام ہے      مندر لیں آسان ہیں لیکن تہمتوں کا کام ہے  
 اک زرا سی بات میں باری تباہی جا نیگی  
 راہِ ناہموار ہمواری پہ آہی جائے گی  
 اب تو دولت کی حفاظت میں آزادی بھی ہے      سلطنتِ ادا کی ہر خوش دل بھی ہٹا نہیں ہے  
 عدل سے معمور ہو تسلیم آبادی بھی ہے      جو ہنوز رخیز اب ایسا کوئی وادی بھی ہے  
 ہر طرف بزمِ طرب میں ساز کا آہنگ ہے  
 اک تمہاری بزم ہے جو ہر طرح بیزنگ ہے

ظلم کا صحنِ جهان میں اب گِ ریشہ نہیں      جرمِ حُبِ آل پر سولی کا اندیشہ نہیں  
چوٹ کمر کرے تھیں ایسا کوئی تیشہ نہیں      شیرِ بجاؤ بٹھارا کیا کوئی بیشہ نہیں

ناخنِ تدبیر سے کوئی نہ کوئی کام لو

لو بڑھاؤ پاؤں بسم اللہ خدا کا نام لو

ظالموں کا منگیا دنیا سے اب نام نشان      جاچکے وہ عہدِ جنمِ خج کے دریا تھے وان  
نکو چکر اب بنائے جاہنیں سکتے مرکان      اب کنوئیں بہ کے مر جانیکا اندیشہ کہاں

ظالموں کے لشکر دن کو موت پسپا کر چکی

شکر ہے تقدیرِ راہِ اسن پیدا کر چکی

ایہاں چاہو اذانِ تو تم بلند آواز سے      جس طرف دل چاہے دیکھو دیدہ حق باز سے

رہط ہی باقی نہیں انجام کو آغاز سے      دُعا دل سے اب کدو نکل آئے حجاب باز سے

جو تھامے خونِ پیجا تے تھے وہ خنجر نہیں

نامِ حیدر لو جان چٹا ہو سید کا و نہیں

اسن جو حسین وہ آئینِ حکومت خج ہے      بنگلی ہو جو سپر پرنی وہ دولتِ خج ہے

خوش ہے حسینِ عیتِ وہ یاستِ خج ہے      ظلم جو دنیا سے کھو دئے وہ سیاستِ خج ہے

عہدِ بٹش میں ہم ایسے دل جوین بٹشادین

تھے کبھی برباد۔ اب نامِ خدا آباد میں



کوئی دولت ہو خوشامد سے نہیں ہلکا کام جھوٹا زل سے ہوتا ہے دین ملت میں حرام  
رزق دیتا ہو خدا بنڈن کو اپنے صبح و شام بات جو حق ہو گی ہم کہہ دیں گے سکود اسلام

اس سے پہلے نالہ شہسگر تھا فریاد تھی

قوم شیعہ کب جہان میں طرح آباد تھی

اس سے پہلے کلمہ گو یوں کے زمانے یاد ہیں دشمن اسلام و دین ہ کا خانے یاد ہیں

جنہ سب بڑوتے ہیں اب تک و فسانے یاد ہیں میہمان ساداس کے خیمے جلانے یاد ہیں

دین الون نے کیا وہ عمت و قرآن کے ساتھ

جو کوئی کافر نہیں کرتا کسی انسان کے ساتھ

کر بلا کی خاک جواک خلد کی جاگیر ہے اہل دل کہتے ہیں وہ اک نامی تصویر ہے

مترزل مظلوم۔ جاے مرقہ شبیر ہے ایک ہے وہ زمین جو قتل بے شمار ہے

خاک عالم میں اڑادی جسے وہ تربیت ہے

خون میں ڈوبا ہوا آئینہ عبرت ہے وہ

رنگین و صورتیں یہ غم کا نقشار گیا یاد کرنے کے لیے ہر لب پہ نالہ لگ گیا

ابن وہ سوکھی زبانیں ہیں نہ دریا لگ گیا دہن اسلام پر سخن کا دھبہ لگ گیا

ایسے اسلامی زمانے کفر سے بدتر ہے

ایسے سلطان ہیں تو کیونکر دین پیغمبر ہے

دار پر کھینچے گئے ہم بے گناہی گواہ  
سیکڑوں گھر ہو گئے بھرم تو لا پر تباہ  
ہر سحر ہوتی تھی شیعوں کے لیو و زسیا  
مردوں میں شام کرتے تھے ہزاروں بگیاہ

امن تھا سب کو۔ ہمارے واسطے شمشیر تھی

نام عسرت کے مٹانے کی یہی تدبیر تھی

اب بھی دیکھو جا کے اک دیوار ہے بغداد میں  
نسل بنیغیر ہے ساتھ انیوں کے اس بنیاد میں  
دورہ دورہ اس مکان کا محو ہو فریاد میں  
آج تک چکی کٹری ہو داد گری یاد میں

ہوش والے دیکھتے ہیں اسکو بہوشی کیساتھ

سیکڑوں نالے کیا کرتی ہو خاموشی کیساتھ

وجہ سرگزار رہا ہے اسکے نیچے رات دن  
پانی ہو جاتا ہو آسفر غم سے ات دن  
گرد اسکے آج تک باقی ہیں غم کے رات دن  
کاٹ لائی ہو با استقلال اتنے رات دن

ایک میرانہ ہو دان گویج آبادی میں ہے

سر اٹھائے انتظار مہدی ہادی میں ہے

یہ فسانہ چھوٹے اب اس طرف کو آئیے  
کشور ہندوستان میں اک افسانہ آئیے  
جو عدالت ظالموں کی ہزورہ دکھلائیے  
امن ہلکوب ملتا تاریخ سے بٹلائیے

دستانین ہیں مظالم کی کتابوں میں رقم

فصل کیا وہ ہونہیں سکتی ہیں باور نہیں رقم

اگرہ میں بھی ہے ایک مظلوم سید کا مزار  
 جس کے نور اللہ ہونے میں نہیں شک نہ تھا  
 عالم دین حسین عالی نسب والا تھا  
 وہ ہمارا خضر ملت وہ ہمارا تاجدار  
 اپنے خون میں غسل کر کے ہم سے نصرت ہو گیا  
 نور بڑھ کر کو کب صبح شہادت ہو گیا  
 دین حق زندہ کیا جب تک نہ تھی کامیابی  
 دلفرا شمعین جلا میں محفل احکام میں  
 پھونک کر اک روح تازہ پیکر اسلام میں  
 زاویہ میں قبر کے مشغول ہیں آرام میں  
 ہم ہیں اس تیغ جفا و ظلم کے سبیل اٹھی  
 شمع تربت کی طرح سے جل رہے ہیں دل اٹھی  
 السلام سے رہروان راہ تسلیم رضا  
 آفرین لے فارسان امتحان گاہ دہ  
 پاگئے تم ملک باقی چھوڑ کر فانی سرا  
 مرحبا لے سُرخی پوشان شہادت مرجہا  
 دل ہو جب تک لاغ ماتم بھی تمہارا اولین ہو  
 تم نہیں لیکن تمہارا ذکر ہر محفل میں ہو  
 بند کر کے آنکھ کھولی تھے چشم اعتبار  
 تمنے بتلایا علاج گردش لیل نہ ہمار  
 دل ہر گاہ حشر تک غم میں تمہارے بقول  
 رونے والے ہیں ہمارا نام ہو جمع مزار  
 سبز تمنے اپنے ٹوٹے دین کا گلشن کو دیا  
 ہمنے جل جل کر وفا کا نام گردش کو دیا

تو میری سرگذشت غم ہو طولانی بہت  
اے غریقِ ظلم اونچا چڑھ گیا پانی بہت  
اوپر چکی ہے قلم بدعت میں طغیانی بہت  
مشکلیں اب ہیں کہاں پیدا ہو سانی بہت

دور عادل کا ہی یہ دور جہانگیری نہیں

اور یہ کیا ہے اگر ادا وقت دیر ہی نہیں

یہ نہ کہنا اب کوئی اس قوم کا دشمن نہیں  
یہ نہ سمجھو اسے مامون ہو رہن نہیں  
قلب دشمن کی عداوت کوئی نہیں نہیں  
خار سے اُلجھا ہوا کھیل کا دامن نہیں

سیکڑوں دشمن ہیں ایسے جڑ کا بس چلتا نہیں

تخم سمِ دل میں ہو لیکن پھولتا پھلتا نہیں

واقعہ کل کا ہے کالج میں ہوئی جو واردات  
مجلسِ شیئر سے پیدا ہوئے جو واقعات

منہ کے باہر آگئی کینے کی سار کجائیات  
آجی تی ہو زبان پر دل میں تی ہو جوابات

رسمِ الفت اور ہو دنیا کی سازش اور ہے

جو نہ چھپتی ہو چھپائے سے وہ کاوش اور ہے

کچھ بیان تھا وعظمتیں تھے کچھ تفسیر میں  
نام کو بھی فتنہ انگیزی نہ تھی تقریر میں

حسنِ دکھلایا رسول اللہ کی تصویر میں  
اک حدیث آئی ثنا سے شیئر و شیئر میں

انکا دامن تھا مئے جو ہو خواہاں بہت

دونوں شہزادے ہیں سردارِ جوانان بہت

بعد بس کر انداز بیان ہوتے رہے      مح میں اغیار اپنے ہم زبان ہوتے رہے  
باطنی اسرار دل ہی میں بنان ہوتے رہے      کچھ نہ کچھ اسرار باطن بھی عیان ہوتے رہے

ختم نہیں باتوں میں سارا وقت عورت گیا

انجمن برہم ہوئی۔ همان رخصت ہو گیا

کیونہ دل بھاڑ کر پردے عیان نہ ہو گئے      دلیں جمع کانٹے تھے وہ نوک زبان نہ ہو گئے  
دوستی و دشمنی کے امتحان ہونے لگے      برخلاف آلِ پیہر کے بیان نہ ہو گئے

کوئی کہتا تھا نبی پر اقترا ہے یہ حدیث

دونوں شہزادوں کے رتبے سوتے ہے حدیث

حضرت صدق الا فاضل عالم عالیجناب      رہنماے ملت حق ہادی راہِ صلاح  
جنگا ہر حرفت بیان اہل نظر میں انتخاب      سینے بخشی ہیں علیگڑھ نے ٹھہر کیا کیا خطا

غیرت بینی کدھر ہے آہی ہنگام ہے

ہمت قومی۔ بس اب آگے خدا کا نام ہے

وعظ میں حسن بیان کو دیکھ کر ساحر کہا      دوزخی مجمع میں منبر پر علی الاعلان  
ایک مرفوع اہل علم نے فاسق قبا پر کہا      دوسرا اٹھا خدا کو بھول کر کاف

اہل فریب ہسکین گے اسکو سکر ہوش میں

پے حرارت وہ لہو ہی جو نہ آئے جوش میں

م کیا تھا جس پہنی صفتِ ناسی اہلبیت      فسق کیا تھا ایک ہی جوشِ ناسی اہلبیت  
 نیا سے بڑھکے کیوں کھلائی جاہِ اہلبیت      کیوں حدیثِ سوط کی آئی برائی اہلبیت

اس فسادِ ظاہری کی انتہا و حد نہیں

کون کتا ہے کہ انکو دشمنی میں لگائیں

احمد حسن بیگ دہلین کم یہ غم نہ تھا      ہاں سوادِ شام کے اس زخمِ کامرہم نہ تھا  
 مرید ہاتھ بایں فرمائیں جنہیں م نہ تھا      دل میں جو آیا کہا اسپر بھی غم نہ تھا

طعن ہر اک پر سرِ منبر کیا اللہ سے غیظ

بھوٹ کا الزام مذہب کیا ویا اللہ سے غیظ

ربان مانا کہ واعظ کی بُری تقریر تھی      اہلسنت کے مخالف مدحتِ شاپیر تھی  
 اثر کرنے کا بھی تھا۔ بات میں تاثیر تھی      یہ حسدِ اعظ سے تھا مذہب کی کیا تقصیر تھی

آپے ناصح اگر منبر پر لائے جائیں گے

کیا یہی اخلاق بچوں کو سکھائے جائیں گے

اہلایک کے لیے شایان ہی ترکیب ہے      گالیانِ نیا یہ استدلال کی تقریب ہے  
 س خود جو بچن چھوٹے یہ نئی تکذیب ہے      واہ کیا اندازِ اسلامی ہے کیا تہذیب ہے

دیکھ لیں اپنی حدیثوں کی کتا بونکو زرا

خود ہی کھل جائے گا دم میں چھوٹ سچ کا ماجرا

ہاتھ میں انکے عنانِ سلطنت ہوتی اگر کفر کا الزام ہرگز ہو نہ سکتا ہے اگر  
میسائی کے لیے ہوتے بہم تیغ و تیر ہو چکا تھا قتل کب کا واعظِ عالی کہ

اپنی مجبوری پہ ہر اہلِ دلاور حاضر و

پہلے جو کچھ ہو گیا یاں بھی ہی ہوتا ضرور

رہ گئے مجبور دستِ غیر میں تسلیم تھا کم محمد اللہ نامِ افسر و تسلیم تھا

ختمِ مجبوری اطاعت میں تسلیم تھا جو تھا قانونِ حکومت واجبِ تعظیم تھا

ہم دعا گوے حکومت ہیں کہ جانیں بچائیں

شکرِ خالق قطع ہونے سے زبانیں بچائیں

وہ منادی کیا ہوئے اب نئے اتحاد اسی حالت میں نکالیں پھر صدائے اتحاد

کر کے کوششِ خجستہ بچائے برائے اتحاد خود گردی اہلِ کالج نے بناے اتحاد

یون پڑے رخنے کہ ہر دیوار میں در ہو گیا

وہ نفاقِ باطنی پرے سے باہر ہو گیا

اور کالج کو بڑھاؤ اور امدادیں کرو توڑ کر جی اور حکم اسکی بنیادیں کرو

جسے رونق اور بڑھ جائے وہ ایجادیں کرو کھاؤ پھر ختم نہ بان پھر رو کے فریادیں کرو

خون ل روتے رہو وہ مسکراتے جائیں گے

سر جھکاؤ تم وہ تلواریں لگاتے جائیں گے

تم سنو مدح صحابہ سیرتِ پُر میں جھوم اٹھو انکی خاطر نرم حالِ قاتل میں  
افغان بھولے سے نہ اقوال میں افعال میں حسین وہ کھینچ خوشی سے تھرپھر میں

کچھ کہا منٹھ سے تو کالج سے نکالے جاؤ گے

چپ ہو گے بھی تو صدقے ہی میں پاپے جاؤ گے

اتفاقاً منتوں کے بعد محاسن ہو اگر تم نہ کرنے پاؤ گے مدح امام مجتہد پر  
وہ نہیں سننے شناسے عمرتِ خیر البشر جو سنا تم نے وہ انکے ڈیسے انکو کیا خطر

وہ زیادہ ہیں ہی کالج کے بھی مختار ہیں

کم ہیں ہم اسکے علاوہ فلسفہ دار ہیں

جب ہو کچھ لینا تو دیتے ہیں صدائے اتفاق ایک ہیں ہم تم۔ یہ کہتی ہیں صدائے اتفاق  
تھرپڑھتے ہیں تمدن کے بسائے اتفاق جان پڑھتی ہو یہ کلمہ میں فدائے اتفاق

جھولیوں بھرن تو پھر برسوں ملاقاتیں نہیں

رسم الفت خیر۔ سیدھی طرح سے باتیں نہیں

قوم امین تیرے شاداب آپ کو ذلت ہے مال و زر سب بیکلی اب ہاتھ سے عزت ہے  
کیا کر نیگے جی کے تنہا ساتھ اگر غیرت ہے کیا کریں چلا کے ہم آواز اگر ہمت ہے

قدرتِ خالق کا جلوہ تیری ہی باتوں میں ہے

آج تک اقلیمِ ہمت کا ترسہ ہاتھوں میں ہے



غیر کے درپردہ تو نے نہیں ہی آج تک آن کی جو بات ہوتی ہو وہی کی آج تک  
 داد تو نے بخشش دینا سے لی آج تک یاد اور دیکھو کیا اپنوں کو بھولی آج تک

کب تو نے نہیں کی کج عانت کی نہیں  
 ہوا اگر غیرت تو آنکھ اور نوکی اٹھ سکتی نہیں

بے ترے ہاتھوں کے کب سے ہیں قاتل وہ دعا ہے شکوہ جو تھا ہاتھ پھیلائے  
 تیرے ہی بارانِ سپینے نخل مچھائے ہوئے بولتے ہیں کیا وہ جنکے دل میں شبنم ہے

تیرے جو دوقض کا دریا سد جاری رہا  
 غیر کے خون سے پسینہ بھی ترابھاری رہا

وقت وہ بد ہے کہ مل سکتے نہیں نہ ساد کام بچائے جو جو جائیں ہم جاننا  
 میں زمین گیر محبت ہوں پر پرواز دو ہمسفر واک زرا آواز پر آوا

متصل یوہن صد اون پردہ آتی ہے  
 بان زرا آواز سے آواز ٹکراتی رہے

پہلے اٹھا شورِ حسنہ چو نکایا مجھے پردہ غفلت ہٹا کر وقت دکھلا  
 اک اندھیرا سا زمانے میں نظر آیا مجھے دھوپ میں غم سے نظر آنے لگا سب

کا ہمیشہ تقدیر نے چپ الٹ دیا کیا  
 تھام کر اپنا جگر میں سے بھی اک نالا کیا

آگیا ہے وقت سر پر کام کا ہنگام ہے      ناصرانِ کشور دینِ وقت ننگ نام ہے  
 دن ہیں کچھ مشکل کے پھر آرام ہی آرام ہے      یہ مری خواہش نہیں ہو وقت کا پیغام ہے

سُن مری آوازِ حسرتِ مصطفیٰ کی واسطے

ایک لُح کھول اپنا بھی خدا کے واسطے

بیک چشمِ غور سے کیا دہر کا برتاؤ ہے      اُسپہ دامنِ تغافل کا یہ کچھ پھیلاؤ ہے  
 ال کشتی آبِ مین اب کونسا اٹکاؤ ہے      پارِ بڑا ہو ہی جائیگا سخی کی ناؤ ہے

ہمتی بڑا خدا کی شان دکھلاتا چلے

بادبان کو کھول مل کیطرح لہراتا چلے

لے یہ مانا کہ طوفانی ہوا میں نہیں بہت      جو مصیبتِ یزید میں ایسی گھٹائیں نہیں بہت  
 دیکھیں جو ہمتوں کو وہ بلالیں نہیں بہت      پشت پر ہمسے غریبوں کی عائن نہیں بہت

مرحلہ کوئی ہو عاجز صاحبانِ دل نہیں

چادرِ آبِ روان کا پھاڑنا مشکل نہیں

اُن کو بدن ٹوٹ ہی جائیگا گردِ آبِ بلا      موج اُٹھنے لے کہ ہو صورتِ کشِ دستِ بلا  
 پانی کی گونج اُٹھے کوہِ دریا میں صدا      ہاں خدا ہے کشتی آلِ نبی کا نا خدا

لب پہ ذکرِ اللہ کا ہو دل میں ہو یادِ علیؑ

سینہ کشتی پہ لکھِ اخلاص سے ناوِ علیؑ

استہ پھر وقت بدی طرح کٹتا جائیگا نامرادی کا ورق خود ہی اُلٹتا جائیگا  
 کوہ بھی ہوگا تو مثل کاہ ہٹتا جائے گا سہل ہوگی منزلین پانی بھی بھٹتا جائیگا  
 جسکا طالب دل ہر وہن بھی خلد کھلائیگا

کاٹ لو دھارا تو ساحل بھی نظر آ جائیگا

بیٹھنے پائے نہ دل صلیح کا بیڑا اٹھاؤ اپنے ہی فیاض دازون پائل سب کے جا  
 جھولیان لو ہاتھ میں پُرجوش آوازیں لگاؤ جمع ہو جائیگا خرمن دانہ دانہ مانگ لانا

کر کے روشن قرم کو شمع شب تاریک و

دو صدائیں خج دو عائن دیکے خود ہی بھیک د



20-10-83

# مندرجہ ذیل کتب مطبع نور المصطفیٰ لکھنؤ سے منسلک ہیں

تہذیب اسلام یعنی اردو ترجمہ جلیۃ المتقین۔ بہین طرز معیشت اور زندگی بسر کرنے کے تمام اصول و قواعد درج ہیں۔ کوئی اونٹ سے اونٹ بات

نا تمام نہیں چھوڑی گئی یہ سترتا ستر حدیث کی کتاب ہے قیمت بلحاظ کاغذ  
قسم اول للہ۔ قسم دوم سے

الکافم یعنی سوانح عمری حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔ مجلد عام  
اخصار۔ یہ کتاب مناظرہ میں نہایت عمدہ اور قابل دید ہے قیمت

جامع عباسی بیچ بابی مختار سرکار شریعت دار مولانا السید محمد باقر صاحب  
قبلہ محمد النضر مظہر العالی

جواہر المصائب۔ درخالات اصحاب حضرت ید الشہداء علیہ السلام۔ ۴  
محار بہ حق و باطل۔ بہین دکھایا گیا ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کا

کلمہ یوحنا سے موافق حکم خدا و رسول ہوتا تھا اور خلفائے ثلاثہ کی  
لڑائیاں کس طریق پر خلاف منشاء خدا و رسول ہوئی تھیں۔ قیمت ۲۔

خاص غایت۔ یکم شعبان ۱۵ رمضان تک جو حضرات ہمارے کاخانہ سے تباہ  
نہ دینی طلبہ کر کے کم از کم عام تاک کے خریدار سے فیس ملواؤ ورجح پکینگت لیا جائے گا

بہند مال کا حصول قیمت واپس کی۔ فہرست قسامت تباہ کو حسب الطاب روانہ ہوگی  
اشارتیں سید نور محمد بن مالک مطبع نور المصطفیٰ لکھنؤ۔ شہر لکھنؤ۔

کتاب  
۱۰۰  
۱۰۰  
۱۰۰

ذکر علی عبادہ ۷۲۳۳۲

قصیدہ واقعات خیر و بریح جناب آقا کوثر زریب بخش سند پیغمبر خرام المصد

در زندہ دہان از در قاتل حرب عشر حیدر

۲۰۵۷۲۲

مسیب

۱۹۶۰ ۲۱ مارچ

ح

ذوالفقار

مصنفہ

مرزا کاظم حسین صاحب محشر تلیذ جانشین حضرت نفیس جناب علی صناعہ دوم فیوضہم

حسب فہمیش طبیب کامل جناب حکیم سید علی صناعہ علیہ صناعہ صاحب دام ظلہ

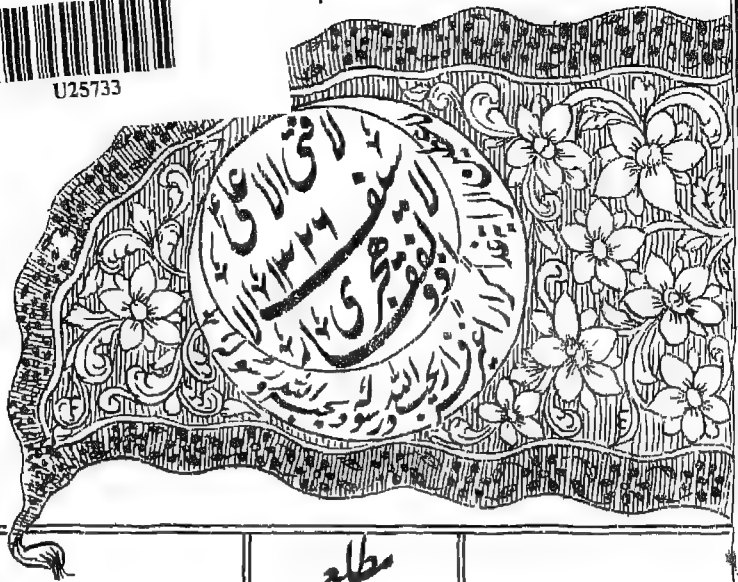
در صبح المطابع واقع لکھنؤ نوی ٹولہ طبع شد

اس کارخانہ میں ہر قسم کام نہ کیجیں بلکہ ان غیر کا اہتر کے اہتمام سے چھپ سکتا ہو (مالک محمد نادر بخش)





U25733



# مطلع

ای چشمِ رمد آلود نکلا خسروِ خاور  
 نجومِ خمس کا جسوقت پسپا ہو چکا لشکر  
 وہ آیا عسکرِ نورِ سحر تیغ و علم لیکر  
 رگِ ہستی شبنم پر ہزاروں ٹگر گزشتہ  
 دبیر آسمان شتون کا اپنے کچھ چاند نہر  
 ظلامِ خمیرِ دیریا لہو کا سطح گردون پر

رہا بیدار کسکی گئی محفل سے شب بھر  
 سوادِ شبِ فراری ہو گیا شلِ بزکوی  
 تھوڑے رہا ہرنِ پُر گیا قمرِ آفت کا  
 ہوئیں سرگرم ہنگامہ عینِ تہرِ باکی  
 گئی میتِ بناتِ انجش کی قطبِ شبِ امین  
 نمودِ صبحِ مینِ عالمِ شفق کا لے معاد اللہ



قبائل ہو گئی برباد سیار و ثوابت کے  
 اوٹھی رخسے نقاب شام صبح جہان آرا  
 حسد نان جہان یوں خواجگاہ ناز سے اٹھے  
 ادو حسن میں غل ہر کہ مشاطہ کو بلو او  
 گیا آرام کرنے شمع ماہ جہان پیا  
 کیا بیتاب جذب شوق و نظار بازو  
 سفید یکے اثر ظاہر ہوئے نگہی زندہ نہیں  
 یہ ہی مفہوم گلدستے پاد و موزن کا  
 برہمن نے جمین پر اپنے کھینچا تشقہ صندل  
 اوٹھے نرم طرب خواب سالتش کے سوا  
 حیات انتظار آمد جانان ہوئی آسہ  
 ہوئی خواب خیال آخر بہار گلشن  
 کیسا و اضطراب اسکا کہ گھر چلی دھندل

زمانے بھریہ قابض ہو گئی صبح بلند اختر  
 برنگ زلف مشکین لیلی شب کا بندھا  
 پریشان زلف ماتھے پر شکن گرے تیور  
 گرائی جائیگی برق نگہ آئینے کے سپہ  
 سیرخانہ عالم چلا خورشید کا ساغر  
 نظر آنی لگی دنیا میان کو چہ لب  
 پڑھا و الفج کے سور کیو ماہ مہر نے اٹھکر  
 مبارک ہو ہوا سر سبز باغ طاعت  
 خطا بیض کو جب دیکھا بد و گنہ بد اختر  
 اوتارے زیور گل بھر نذر بالشت و استر  
 کہ وہ پتھر گئیں آنکھیں کھلی تھیں چون مثل  
 گل خورشید جب پھولا میان باغ نیلو فر  
 کہ باندھو جاتے ہیں بند نقاب عارض النہار

کہیں بیزار بیٹھا ہو کوئی بانگ مرنے سے  
 اسے وہ خانہ مان پادشہ پھوڑنے والے  
 صد دینے لگانا قوس یون دیر سیر میں  
 گداز دے فرصت پائی شمع قبر مخمور نے  
 تجلی وجہ غمازی ہوئی گور غریبان میں  
 ہر اک پھول اوسکا اب نقشِ ظلم مراد کی  
 خبر لیتا رہا شب بھر کوئی یون اپنی ہستی کی  
 کسینی صبح کردی ضبط کے کارِ بایان میں  
 کسینے صبح کردی سجدہ ماہ دو کو اکب میں  
 لیکو صبح تک سو جہانہ دربانِ سیتی  
 کسینے رات کاٹی جاگ کر پہلو ڈلبر میں  
 رہا شب بھر کوئی بسمل مناجاتِ الہی  
 کسینے صبح کردی حدِ اطمینانِ خاطر میں

کہیں اب تک ہو کوئی آشنائے بالشتِ ستر  
 کہ جبکا بالشت سر شام سے تھا زانو دیلبر  
 کہ اوٹھو خرابے ای بندگانِ صنعتِ زر  
 نشانِ بی نشانی ہو گیا ہر عنصرِ پیکر  
 نظر آنے لگے برباد قبر کے نشان اکثر  
 چڑھائی تھی کسینی شام کو منت کی جو چا  
 پہاڑ ایسی گذاری رات دلیر تھو کہ کھل  
 کسینی رات کی گھڑیاں گنیں ایک ایک گھنٹہ  
 کسینے رات کاٹی سورہ وانجم پڑھ پڑھ کر  
 کسینے ہاتھ سے چھوٹا نہ شبہ شیشہ سا  
 کسینے صبح کردی بیٹھ کر اپنے مصدے پر  
 کسینے صبح کردی سنتے سنتے قصہ دلبر  
 بشوقِ منصب بیجا کوئی جاگ لیا بھی

سپیدہ صبح صادق کا سیکو داغ نکائی  
 کسی کا نام فرد شب میں مفرو دیا گیا تھا  
 ضیاء صبح کا بیٹھا عمل جس وقت سپید نہیں  
 جا پائی لی اودھر مرجبے اوٹھ کر اپنی بالین سے  
 اودھر تیغ و دودم حارث ناپائی دیا گیا  
 بشوق جنگ و دھر کھولا آتش پرستو  
 اودھر دلی گرہ دا ہو گئی زور شجاعت میں  
 پرے جنوں لگے لشکر کے ان کہ نہ طریقے سے  
 بڑے بڑے جبری لہتر سے جیتے جاگتے اٹھتے  
 ادب کے ساتھ آئے خدمت محبوب خلق میں  
 پیام جنگ لایا اوس طرف سے یک گمراہی  
 لئے جاتی تھی میدان کی طرف شرم علیہ  
 لئے اپنا سامنہ آخر کو یہ جنگاہ سے پلٹے

کیسے طالع اقبال پر صدقے شہر خاور  
 بیاض صبح میں تھا راج کوئی فاتحِ خیر  
 لڑائی پر کمر باندھے ہوئے اوٹھتا ہر اک فہم  
 کمانیں اس طرف کرکین برنگِ شورشِ محشر  
 اودھر غصے کی صیقل ہو گئی بسکی نکاہوں  
 اودھر اسلا سیونکے قہر و آفت ہو گئے  
 ہوا مسدود اوس جانب کو بابِ قہر  
 یہاں سے بے ارادہ مثلِ دل جھٹکے لگے صفہ  
 چلے مضبوط دل کر کے پے سالاری لشکر  
 پیہر نے علم دے ہی دیا پچان کر تیر  
 چلے یہاں سے وہی صاحبِ ائی پر کرکے  
 مگر دل کہتا جاتا تھا کہ بھاگو بن چکے ہم  
 کہا قسمت نے کیا کہتا تیرا اے میرے شیر

سیاہی شامِ ناکامی کی پھیلی ساری عالم میں  
 جہاں میں جلوہ تابی جب ہوئی صبحِ زندہ  
 نگاہِ خشم اور طرزِ روش سے صاف ظاہر تھا  
 طویل القامتِ پشتِ فرس پر چٹا کتہی تھی  
 اودھر سے اہل قلعہ نے کیا جی توڑ کر حملہ  
 یونہی روزِ دوم جب نئی میت کشن بکڑی  
 یہووانِ عرب میں آئی شامِ عیدِ فیروزی  
 بھگا کر بعض مدہوشانِ جامِ نامرادی کو  
 پھر آئی راتِ نکلا ماہِ تابانِ قصہِ یونہی  
 اوڑا یا نیند کو اس فکر نے چشمِ مجاہد سے  
 نشانِ دینِ حق اللہ جانے کس کو ملتا ہے  
 نہ جانے نصفِ عالم کا کس سے نام روشن ہو  
 نتیجہ خندقِ دہر و مہد کے دیکھنے والے

نہ سویا اخگرِ فرجِ نجوم اس رخِ شمشید  
 گیا اک مچلا کس دلوئی سے پھر علم لیکر  
 کہ گویا جاتے ہی یہ چھین لینے قلعہِ خیر  
 بڑی ہی لمبے لمبے ہاتھ مارینگے یہ خیر پر  
 بز کو ہی کی صورت سے یہ بھاگے کسو غیر  
 پکارا جن مٹیابِ عورتوں میں اودھڑا  
 سیستانِ جامِ کبر میں چلنے لگے ساغر  
 ہر اک کہتا تھا نشے میں انا المرءُ العتیر  
 بے آرامِ مغرب میں لگا یا مہر نے بستر  
 کہ دیکھیں سجدِ کسکو ملے سالاری لشکر  
 نہ جانے زیبِ سر کس کے ہوا کلیلِ ظفر سیکر  
 نہ جانے دفترِ مبین کس سے ہو نام آور  
 خدا جانے کہ میں احسن کس کے زور بازو

خدا جانے نجوم و قرصِ ماہ و نیرِ اعظم  
 نہیں معلوم صحرائِ عرب کی خشک کنی  
 انہیں کج بختیوں میں اس طرف شب لگتی جاتی تھی  
 بحکمِ ایزدی دو نگاہ علم کل اوس بہادر کو  
 خداوندِ دو عالم عاشقِ اوسکی ذاتِ الہی  
 بیانِ دفترِ کن نام نامی جس کا فتح ہی  
 یہ سنکر اوڑ گیا و ان رنگِ سنخ امیدوارو  
 فرازِ چرخِ رخصت طلب کی ماہِ انجم فی  
 وہ سناٹا سحر کا اور نمازِ صبح کی نیت  
 ہوئیں جب ختم دونوں کہتین فخرِ عالم کی  
 کھلے بابِ حاجت شکر آئین تھا لاکھین  
 فراغتِ سجدہ شکرِ خدا سوچتی راصل  
 چرخِ اسلام کا پنجے کی ضو سے پگھلا رہا

کرین اسپند کسکے جو ہر شمشیر پر آکر  
 بناوے قلمِ خون کسکی شمشیرِ ظفرِ سپیکر  
 ہوا مانند وحی اس سمت یوں انشا و پیغمبر  
 کہ جو ہے غیرِ فرار اور کرار اشجع و صفر  
 تصدیقِ جانِ عیسیٰ وہ براہِ خالقِ اکبر  
 اویکے زورِ بازو سے کشاد قلعہِ خمیر  
 دکھایا شاہِ صبحِ طرب نے عارضِ انور  
 قدمِ یان صاحبِ معراج کے آئے مصلیٰ پر  
 رجوعِ قلب وہ جس سے کہ وقفِ خالقِ اکبر  
 اوٹھا یاد و نون ہاتھوں کو دعا کیو سطر  
 دعا کی فتحِ خمیر ہو پچی پیشِ ایزدِ داد  
 نشانِ نورِ مثلِ مہرِ نکلا خمیر سے باہر  
 ہوا پرچم کی مثلِ رگِ آبی شمعِ بدعت پر

لب بام آفتاب زندگی جسم نظر آیا  
 بارشاد پیر یان طلب شیر اتھی کی  
 خبر وی پیک فرخ غال نے اگر پیر کو  
 نظر کو تا قدم اندا سو آنا سخت مشکل ہی  
 غرض سلمہ گئے اور سطر سے لکھ کو  
 نبی نے دیکھتے ہی حال پر سی برادر کی  
 ہوئی جب آبیار می گلشن اعجاز علی کی  
 کھلین تارا سی آنکھین نیوچ اماست کی  
 جبین عجز کو حد ادب پر کھکے یون کو  
 حبیب کبریا نے جوش میں اگر یہ فرمایا  
 یہ سنا تھا کہ مارا جوش و دھن خون شہادت  
 تہر صورت سرمہ سما یا آکے آنکھوں میں  
 صد اور باش آنے لگی شان تاج سے

اوٹھا مایوس کچہ خوابت نشان شہ خیر  
 وہاں اعدا پہ سرخ آنکھین کو نکلا نہ اور  
 علی کی دونوں آنکھین دھکتی ہیں ایسی  
 قدم وہ جو کہ بیت اللہ میں تھے دوش حضرت  
 کہ لائن جسطرح جبریل وحی خالق اکبر  
 لعاب اپنے دہن کا پھر لگایا یاں بھلا کہ  
 اوٹھا اصل علی کا غل میان موجہ کوثر  
 کئی دن بعد دیکھا آفتاب روئے پیغمبر  
 کہ کیا ارشاد ہوتا ہو مجھے اے خاصہ اور  
 برائے فتح خیر یا علی جاو علم لیکر  
 اُدھر اقبال یون بولا مبارک تم کو یا حیدر  
 و فور رعیت نے غارہ کشی کی روی انور پر  
 نقیب ہیبت اجلال نے تسلیم کی ہر ہر

بلایا پھر محبت قریب اپنے پیہم نے  
 بچھا یا جب حبیب کبریا نے پناہ میں  
 دماغ فتح سے آواز سہم اللہ کی آئی  
 پھر نکھر جب زرہ انگڑائی لی خوش <sup>عیش</sup> بچا  
 جگہ پا کر محل سے نیزہ نعلی کو بھی رکھا  
 چلا خیر یہ دکھلا تا وہ تصویر یاد آئی  
 بنی سے چلتے چلتے جنگ کی مدت بھی طو <sup>کریں</sup>  
 مگر فرط شجاعت دیکھے ہرگز نہ منہ ٹوٹا  
 سنی جب مصطفیٰ نے گفتگو یہ اپنی ناصر کی  
 بقلب مطمئن خوصت کیا آخر پیہم نے  
 چلا دلدل غبار اٹھا ہوا سید انکی شکی  
 وہاں ارض سے آواز مہ یا بوترات یا  
 کس آسانی سے ظاہر کر دیا زور یاد آئی

کہ کر دین یو جنگی سوزیب پس کراہے  
 بلا گردان ہو اور میں باغ خلد سے اگر  
 رسول اللہ نے عمامہ کھا جب قیادت  
 صد اہر بند سے آئی کہ اور کئی علی حیدر  
 سرشت فرس حشم زونین آگیا صفد  
 علم اک ہاتھ میں اک ہاتھ میں تیغ ظفر  
 خیال آیا یہ دلمین ٹیٹھے ہی پشت دل  
 بہنگام کلم تھین نگاہیں جانب خیر  
 کہا جب تک نہ فتح مقص لے خاصہ داور  
 دعای حفظ دم کی بازوی شاہ لایت ہر  
 طبیعت ہو گئی برسم قیامت ہو گئی تہور  
 قریب قلعہ پہونچا راہوار خواجہ قبر  
 در آیا ایک وجب یوں نیزہ کاڑا سنگ خا

فراغت دیدہ بانو نکو ہوئی اپنے فراغت سے  
 ورق گردانی شرحِ ضلالت کے یوں بلا  
 وہ ساعت سر پہ آئی اک تنہا کا تھونے  
 کشائش امرِ ناممکن کی جسکے دستِ قدرت  
 زرا پونچھو تو دیکھو نام ہی میں کیسی بہت  
 غرض پونچھا گیا جب نام نامی اس غضب کا  
 دلے نامِ حضرت جانینِ عالم بہرِ کشتی  
 دہانِ ساغرِ ہستی سے آوازِ شکست آئی  
 ہر اک جنگِ آزما قیدِ سیمِ ہمِ دشت تھا  
 تمام اعدائے کعبہ کے مانند بے حس تھے  
 نگاہِ مطمئن کو بہت جوئے حارثِ حرب  
 سہو الشکر میں جب بہنگانہ پانا اسیدی کا  
 مقابل میں علی کے آتے ہی رہو اکرورد

گیا اک کاہنِ دیرینہ سوے حاکمِ خیر  
 کہ ہشتیارِ خبردار کیہودانِ بونِ اختر  
 رہ گیا بابِ خیر ورنہ باقی مرجبِ سر  
 کمر مضبوط باندھے جنگِ آہی وہ صفد  
 نہ تو ہو اگر تم سکھو میرے قول کا باور  
 کہا میں چون علی ہشتیار ہو سنے ارے کفر  
 یہ سنا تھا کہ خیر میں ہوا اک عالمِ دیگر  
 چلی بوسے میں پندار کفرِ آخر ہو کر  
 معطل سارے اعضا مردنی چھائی تھی پہرے  
 کچھ ایسی شائے آیا سوارِ روشنِ خیمبر  
 تعلق دستِ چپکے سے بابِ قلعہ خیر  
 بزرگ کو کب منھوس نکلا حارثِ خود  
 رین نہ لکھیں کھنچیں مخین پرچہ نہ اورد



اودھر سے پوری پوری جانفشانی فتنی کی  
 کیا مجبور آخر جبکہ شرقِ جنگِ حب نے  
 خبر مر جب جو شِخِ ن نے دی قتلِ برادر کی  
 کیا اس واقعے نے یوں اسیرِ دامِ حیرانی  
 رگوں میں لہریں ماریں شہِ خونِ جہالت نے  
 تن او سکا ربِ دشمن کیلئے کچھ کم تھا لیکن  
 فرس کی پشت پر تھیل میں شکلِ بلا آیا  
 ہوا پر سانِ نامِ فعی کی صورت کھائے بلِ ظالم  
 بزرگانِ عرب سے جنگِ خنہ کی سُن چکا ہوگا  
 یہ اللہ ہی مری لات و ہبلِ غریب و دش ہے  
 دکھا دو نگاہِ حقیقت آج تک جو زورِ بازو کی  
 خدا چاہے تو کوئی دم میں اب وہ وقت آئے  
 خلافِ اشتیاقِ جنگِ طولِ رجزِ خوالی

اودھر تھا محوِ بازیِ صیدِ لاغر سے یہ شیرِ نر  
 دکھا یا زورِ دست و برشِ تیغِ طفرِ یکہ  
 ہوا تن سے سرِ ریشِ جدِ اشلِ خیالِ رتر  
 خود اپنے قلب کی صحت سرا با بنگیا تھے  
 حیا کے انتقامِ آخر سوے سیدانِ فتنی  
 ہوا کچھ اور بھی تیار ظالمِ سلمہ سبک  
 فرس مثل ہوا آیا سوے دامِ پیچیدہ  
 کیا انحرہ لسانِ اللہ نے ہشیارِ اناجیہ  
 وہی میں ضاربِ صفین ہوں اور قابلِ عشر  
 بچا یا اپنے کعبے میں چراغِ صنعتِ آذر  
 میانِ حمدِ بارہ کر چکا ہوں کلامِ اژدر  
 میری اف بنگیانِ بین اور بابِ قلعتِ شہر  
 کہ زالی ہوں لے لوار لے مر جب کھلے ہیں چہر

کچھین طرفین سے تلواریں ہنگامہ ہو کر  
 جھپکتی ہیں نہ تھین تصویر کی گلیح انکھیں  
 چٹا پٹا قی بھام برق و ش کا شو ایسا تھا  
 اور جس کو غرہ اپنے فن پہلوانی کا  
 سرور اوسکر کہ میں پشت پناہ شاخسیر  
 تکرار و سوار فی قسریون افواج محوسانہ  
 تیر و تیر و تیر کا کتا ہی کھلا کر مار لا کر کو  
 وہاں جرات یہ کہتی ہے کہ ہاں بے کرا  
 وہاں جی ہار نے پرست افراشیخ نجدی  
 عدم میں نعرہ مرحبے رزان و جی  
 ہوا ہے ہیبت لا اودھر ہستی جاتی ہے  
 اودھر قی فتح مرحب میں ہاں آفت کی نیلی  
 جی حد سے زیادہ جبکہ جا بکدستی مرحب

فلک جنگ کی کرنے لگا بائیں غبار اٹھا  
 تماشا دیکھتے تھے دور افواج کے اندر  
 کہ چپے شکل آئینہ جنود مسلم و کافر  
 یہ اللہ کو بھروسہ اس طرف زور لیا مست کا  
 یہاں نازش کہ ہیں جامی بازو سے پہنچے  
 یہاں نازش میں تہزادہ عرب کا دین  
 یہاں نظریں یہ کہتی ہیں کہ ہاں بنا خا  
 کہیں بھاگے نہ کا فر کشتی ہی یہ ضربت جید  
 حکم پر اس طرف ایک ایک ساعت جی  
 غریہ حیدر جی ہاں تھا قلعتہ جبر  
 اودھر سر سے صفیہ گری ہی جاتی معجز  
 لگے تھے کان اودھر آوازہ اللہ اکبر  
 بس آخر کر گئی کار نمایاں ضربت جید

کہا جبریل نے افراطِ شادی سے کڑوا  
 نہا کر خونِ دشمن میں جوشِ حیدری نکلی  
 اوٹھا شورِ بارِ کبادِ انصارِ پیغمبر میں  
 شرابِ فتح کے نشے سے جو ہر سب سے بڑا  
 نہ خوفِ محاسبِ دلمین نہ دھڑکا شیخِ عطا  
 کشادِ بابِ خیبر کی خوشی میں گھر گھر  
 ارے کیشتی ہو ہے کہ بابِ آہنی ساقی  
 زرا آسانی کا رِحال اب دیکھنا تو بھی  
 سنبھالے رہنا وقتِ لغزشِ ستانہ ہلکا  
 نہکتِ یزانِ جامِ عیش کو باہر نکالینگے  
 دکھا دے معجزہ دستِ کرم کا دوست  
 متاعِ سیکہ ہالِ غنیمت بہرِ زندان  
 خمارِ نشہ سے آنکھوں میں ڈوری باؤں سے نکلتی

بیکاری نصرتِ دین سے لڑنے پر تیار  
 بلائیں لین پر سے جھڑپیں لے لیا  
 زمین پر پاؤں رکھتا ہی نہیں ہاتھ  
 زبان پر نہ سہرہ ہوشیہ نہ نامِ تاقی کو  
 نظر کے ساتھ ہی جلتا ہی وہ شمشیرِ غا  
 خبر لینا کہ محشر جوشِ خیالہ دیو سے  
 لگا دے پارِ بڑا بادہ تو شوٹا لیں  
 وہ خندقِ پارِ شل شیر ہو چا دلِ آہستہ  
 یہ مانا پاؤں میں تیرے ہوا ہی فتحِ واضع  
 بنا ہر جگہ قسمت سے اپنی قلعہ خسیب  
 باز از مساوی آج ٹھہرے قسمتِ سا  
 یہ دن تقدیر کی خوبی سے پایا جانِ یک  
 ارگِ ابر بہاری کیلئے ہیں صورتِ نشتر

کہا تک حرب آخرا دہ دنیا کے مشن  
 ابھی ہر چند دواک مرحلے میں اور بھی باقی  
 خوشی لازم ہی مستان و فقر فخر کی  
 نگر تجیل دنیا لہ دوی میں ساتھ میں بھی  
 انگہ میں طاقت نظارہ ہوتا یہ صبا سے  
 کھلا دست غاسے دہ گل اعجاز دودی  
 ہوئی ہل چل قیامت خیز انبوہ ہوا میں  
 ایک کتا تھا باز آئے ہم اس آتش پرستی  
 عبور خندق طمینان خاطر سے تھا لشکر  
 روانی جنگی ٹھوکر سے ہوئی تخت سلیمان کو  
 مجاہد فی سبیل اللہ خندق پارا تو آئے  
 ہوئی وہ جنگ مغلوب کہ دریا بہ گئے خون کے  
 دل کفار سے تھکے تھکے ای الامان آئی

غبار رخ کو کر لے پاک لیکر واسن عشر  
 غنیمت جان لیکن بزم زندان صفا پرور  
 حصیر سیکدہ پر بیٹھ جاتو بھی زرا دم بھر  
 کہ چلتے چلتے اور اک بار دور شیشہ ساغر  
 کہ ہما کو کھینا ہی قوت بازو سے مغیب  
 در آئین اذ گلیان آہن میں دہ و لٹاؤں  
 لحد سے چونک اٹھے مرنے ہوئی شہر عشر  
 جلا سے دیتی ہی تلوار کی آنچ اب تو تیسرا  
 بنا تھا تختہ پل دست ید اللہ میں خیر  
 وہ دونوں پاؤں تھے قائم ہوئی جود  
 دیئے قدموں پہ بوسے ساحل مقصود  
 غضب تھا جزر و مد آب شمشیر طفر سیکر  
 بجا اسلام کا ڈنکا میان قلعہ خیر

شجاعانِ عرب نے ہاتھ روکے حکمِ حید سے	پئے مالِ غنیمت شیرِ صروت جا پڑا شکر
برسمِ تنہیت گوئی ملائک میں یہ فخر تھے	سبار کبا د قتلِ مرحب فتحِ درخسیر
بوقتِ واپسی اُس خسروِ ملکِ اللہ نے	برابر بابِ خیبر کر دیا تقسیمِ شکر پر
پلٹ کر قادرِ اعجازِ زرد آسمن جاتا ہی	نکل کر مغربِ خیبر سے نکلِ خسروِ خداد
جلو میں بستہ زنجیر میں کفارِ خیبر کے	فرس پر ہاتھ میں ہی خوچ کمان تیغِ ظفر کے
بگاہا ہو نکو تحسِ جلوچ محبوبِ خالق کا	میانِ سینہ شوقِ دید میں بسملِ دل مضط
صفیہ بھی چلی آتی ہی نہانِ جملہ غم میں	فرغِ رخ ہی یوں جیسے گہن میں ہو بہارِ غم
گناغنے کو سون درابِ شانِ ملوکا نہ	غبارِ یاس کی اللہ ری کثرتِ نفِ شگونا
غور سے شکرِ شامانہ نے تسلیمِ رحمت کی	ہوا انبوہِ حرمانِ اسیری ساتھ میں اگر
تہم اوٹھنے نہ دیتا تھا مالِ خانہ بریادی	برنگِ ماہی بے آبِ بسملِ تھا دل مضط
پڑی تھیں بیڑیاں فوجِ جاکی پانڈاؤں میں	شکرِ روم بھی لینے ہی نہ دیتا تھا کہینِ شب
کھلی ہن کا کلِ مشکین غمِ مرگِ برادر میں	نیا اک رنگِ لائی ہی غبارِ دشتِ گد جاہ
جیا کہتی ہی پیوندِ زمین ہو جا تو بہتر ہے	لئے جاتا ہی لیکن جذبِ باطنِ سو پیغمبر

<p>بہان یہ حال چشم غم سے آنسو رک نہیں سکتا  رسول اللہؐ کی خدمت میں اسیرانِ یہود آئے  اکھلا خنقا تر فتح و ظفر رند و نکی بن آئی  اوڑا وہ پیہ مینا اوٹھا وہ شور قفل کا  سنارندانِ بزمِ ناصری کو مطلع تازہ  وہ بزمِ ناصری جسمین شرابِ عالم کا دورہ</p>	<p>خبر دیتی ہے تقدیر رسا کچھ اور بھی ہنسکر  وہ فرطِ شادمانی اور وہ اسلام کا لشکر  وہ خیسے بڑا وٹھا ابر سخالے ساقی کوثر  جواڑی کا وہ دینے لگے فتویٰ لبِ ساغر  بہج بادۂ گلگون اگر ہے تری زبانِ محشر  رہی اُس وقت تک جنتک ہو دو خضرِ خوار</p>
--	--

### مطلع

<p>زبان سے لکھے بسم اللہ ساغرِ عجیب و ساقی  پے تکمیلِ نشہ دوسرا ساغر نہ مانگو بکا  حواس اور نے لگی ریحانِ جامِ عنبرین  لبون تک جامِ آیا حلق کو نیچے شربِ اوی</p>	<p>چڑھا جاو نہیں دلعین لیکے نام ساقی کوثر  تصور میں غدی خرم کا ہی پیش نگہ منظر  بڑھایا ہاتھ اودھڑ ساقی زبانِ دل بڑھ  چلا میں ہان زرا لیتا تو بڑھ کر مالکِ شتر</p>
--	---

علاقہ مولوی سید محمد زبیر  
بیانی دہلی نوہم عالمِ علوم

بھروسہ سرسکین کیا خاک استحکام تو بہر  
نہ چھوٹا ٹوٹے سی جیکہ بابِ قلعہ خیسر

شراب مشکبو کا نشہ ہی تنہا نہ سنبھالوں گا	کھڑے رہنا قریب بازو چپ تم بھی آفتبہ
مجھے دونا ہی نشہ و دونوں جام شادمانی کا	کہ فتح باب خیبر اور نوید آمد حفسہ
شراب مشکبو لیکر حبش سے آیا وہ ساقی	کہ جبکا دور چلتا ہی سیان بزم پیسہ
و فور نشہ میں غش کھا کے گزتا ہر گز	نظر آتی ہی بیہوشی میں تنگل ساقی کوثر
ویا تھل پہلے سا غراب مری تسلیم دیتی	کہا شک طول نشہ آیا وقتِ رخصتِ محبت

خدا حافظ رہا زندہ اگر تا سال آئندہ

سنائیگا بعنوانِ دگر پھر غرور و حیدر

### قطعہ تاریخ مصنف

جنگِ خیبر طبع شد در انتظار  
سال طبعش ذوالفقار آباد  
۲۶ سالہ ہجری

مژدہ باداے چشمِ مشتاقانِ نظم  
سرِ حبیبِ فکرِ محشر رفتِ گفت





1914431

CALL NO. { 1914431 ACC. NO. 30431

AUTHOR \_\_\_\_\_

TITLE احسن الفوائد 1914431

1914431 30431

احسن الفوائد

Date	No.	Date	No.

MAULANA A.M.U. ALIGARH

RECEIVED AT  
MUE

## MAULANA AZAD LIBRARY

ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

### RULES :-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Rs. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 50 paise per volume per day for general books kept over-due.



